© rasailojaraid.com

خلاصۂ معدنِ علم

مولانا محمد ازہر

موت اٹل حقیقت ہے اور ہر ذی روح کو ایک نہ ایک دن اس دنیا کو چھوڑنا ہے۔ گدائے بوریا نشین سے لے کر شاہانِ تخت نشین تک کوئی نہیں جو دستِ اجل سے بچا ہو۔ موت کے فرشتے کی دستک کو کوئی ڈاکٹر، طبیب، پیر، فقیر، بزرگ حتیٰ کہ نبی و رسول بھی نہیں ٹال سکتے۔ نبی الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نواسی کا انتقال اِس حال میں ہوا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں تھی اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر رہی تھی۔

موت کے وقت کی طرح اِس کی جگہ بھی کسی کو معلوم نہیں۔ **وماتدری نفس بأی ارض تموت**۔ تاہم فطرت محبوب بندوں کے لیے محبوب و مبارک لمحات و مقامات کا انتخاب خود کرتی ہے۔

برادرِ عزیز سید ذوالکفل بخاری کی جدائی کی خبر مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین سے آئی تو دل سے بے ساختہ نکلا:

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

اور اِس کے ساتھ ہی وہ تمام مجلسیں اور محبتیں یاد آ گئیں جو ذوالکفل سے وابستہ تھیں، ابھی چند روز قبل شوال المکرّم میں وہ اپنی نئی جائے تقرر جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے لیے نہایت مسرت کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ اس سے پہلے وہ تبوک (سعودی عرب) کے نواحی شہر املج میں شعبہ تدریس سے وابستہ تھے۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ انھیں مکہ مکرمہ میں قیام نصیب ہوتا کہ وہ معاش کے ساتھ ساتھ حرم شریف کے فیوض و برکات سے بھی مالا مال ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ تمنا پوری کی اور آج سے چھ ماہ قبل ان کا مکہ مکرمہ میں ام القریٰ یونیورسٹی میں انگریزی کے استاد کی حیثیت سے تقرر ہوا۔ بیت اللہ کے ساتھ ان کی والہانہ شیفتگی رب البیت کو ایسی پسند آئی کہ انھیں اپنے پاس ہی بلا لیا۔

برادرِ عزیز سید ذوالکفل بخاری کو حق تعالیٰ شانہ نے متنوع صفات و کمالات اور خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ خانوادۂ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے گلِ سرسبد تھے۔ ان کے والدین، اعزہ اور احباب و رفقاء کو اُن سے بڑی توقعات تھیں کہ یہ نوجوان اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کی وجہ سے اسلاف کی یاد تازہ کریں گے۔ مگر افسوس کہ

خُوش درخشید ولے شعلۂ مستعجل بود

سید ذوالکفل بخاری کے والد محترم پروفیسر سید محمد وکیل بخاری ایک طویل عرصہ تک جامعہ خیر المدارس ملتان میں کرایہ کے مکان میں رہائش پذیر رہے۔ مرحوم سید ذوالکفل بخاری ان دنوں نو عمر تھے اور غالبًا ہائی سکول میں زیر تعلیم تھے۔ اپنے معمولات سے فارغ ہو کر وہ اکثر دفتر الخیر آ جاتے اور اخبارات کے علاوہ دینی جرائد و رسائل کا مطالعہ کرتے رہتے۔ اس دوران ان کی گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہتا جو بالعموم دینی موضوعات، علم و ادب، سیاسیات یا دینی جرائد میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے حوالے سے ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی نو عمری کے باوجود ہر موضوع پر اپنی عمر سے کہیں زیادہ بہتر اور علمی گفتگو کرتے۔ انھیں اکابر علمائے دیوبند کے مزاج، مسلک، دینی خدمات اور علمی تحقیقات کے متعلق قابل رشک حد تک معلومات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھیں۔ انھوں نے اپنے نانا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا زمانہ تو نہیں پایا مگر اپنے بڑے ماموں جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری سے انھیں اکتسابِ فیض کا خوب موقع ملا۔ سید ابوذر بخاری شعر و ادب، تصنیف و تالیف، وعظ و خطابت، درس و تدریس، سلوک و تصوف اور تعلیم و تربیت کے شعبوں میں مقامِ اختصاص و امتیاز پر فائز تھے۔ مذہب، تاریخ، ملک اور سیاست کے حوالے سے مولانا سید ابوذر بخاری کا مطالعہ قابل رشک اور حیرت انگیز تھا۔

برادرِ عزیز سید ذوالکفل بخاری کو زمانۂ طفولیت سے عہدِ شباب تک ان سے خوب خوب فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ اصل علم وہ ہے جو اہل علم کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے اور سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتا ہے، اس اصول کے تحت سید ذوالکفل بخاری ضابطے کے عالم نہ ہونے کے باوجود حقیقتاً ''عالم'' تھے۔ ادب، مذہب، فلسفہ، شاعری، تنقید اور سیاست پر گفتگو کرتے ہوئے کبھی احساس نہیں ہوا کہ ذوالکفل بخاری کی معلومات فلاں موضوع پر سطحی یا سرسری ہیں۔

راقم الحروف سے مرحوم کا تعلق برادرانہ، عزیزانہ، دوستانہ، محبانہ اور بے تکلفانہ تھا۔ وہ جب سے تدریس کے سلسلہ میں سعودی عرب گئے، پاکستان آمد کے موقع پر اطلاع دیتے۔ اگر مجھے حاضری میں دیر ہو جاتی تو خود آجاتے۔ مولانا نجم الحق (ناظم اعلیٰ خیر المدارس) اور مولانا عبدالمنان (خازن خیر المدارس) بھی تشریف لے آتے۔ اس مجلس کے روحِ رواں اور میرِ محفل برادر عزیز سید ذوالکفل بخاری ہوتے۔ ان مجلسوں کی یاد سے اب دل میں ہوک اٹھتی ہے اور یہ دعا کہ حق تعالیٰ شانہ مرحوم کو جنت میں درجات عالیہ نصیب فرمائیں۔

ان کی رحلت کا صدمہ تازیست رہے گا لیکن مکہ مکرمہ سے ان کے سفرِ آخرت کی جو تفصیلات ملی ہیں انھوں نے زخم پر گویا مرہم رکھ دیا ہے۔ مرحوم سید ذوالکفل بخاری کی نماز جنازہ حرم شریف میں لاکھوں مسلمانوں نے ادا کی اور انھیں جنۃ المعلیٰ کی مقدس خاک اور سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے قدمین شریفین میں آسودۂ خاک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اُنھیں موت آئی تو سرزمینِ حجاز پر
جنازہ پڑھا گیا مسجدِ حرام میں

مرحوم کی وفات ٹریفک حادثہ میں ہوئی، جب وہ یونیورسٹی سے تدریس کے بعد گھر آرہے تھے۔ سر میں شدید چوٹ لگنے کے باوجود وہ آخری لمحے تک ہوش و حواس میں رہے اور شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر باآواز بلند کلمہ شہادت پڑھتے رہے۔ جن افراد نے یہ منظر دیکھا ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ یہ نوجوان کسی شریف اور نیک خاندان کا فرزند معلوم ہوتا ہے۔ ہوش و حواس کے عالم میں اس جہانِ رنگ و بو میں برادر عزیز سید ذوالکفل بخاری کا آخری عمل حق تعالیٰ شانہ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی تھا۔ وہ اپنے اعمالِ صالحہ کے بہت بڑے ذخیرہ کے علاوہ اس بشارتِ نبوی کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے کہ **من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ** کہ جس مسلمان کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت برادرم سید ذوالکفل بخاری کی تمام حسنات کو قبول فرماتے ہوئے اُنھیں اعلیٰ علیین میں اپنا قربِ خاص نصیب فرمائیں۔ اُن کے والدین، بیوی، بچے، اعزہ اور احباب و رفقاء جو ان کی رحلت کے صدمے سے ابھی تک سوگوار و اشکبار ہیں، کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ بالخصوص ان کے والد محترم سید محمد وکیل شاہ بخاری اور والدہ محترمہ اس ضعیف العمری میں صالح و سعادت مند بیٹے کی جدائی پر جس صدمے سے دوچار ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا اجر جزیل عطا فرمائیں۔ علاوہ ازیں پیر جی سید حافظ عطاء المہیمن بخاری (ماموں و سسر)، برادرِ محترم سید محمد کفیل بخاری (بڑے بھائی)، سید محمد معاویہ بخاری اور دیگر اعزہ و رفقاء بھی تعزیت کے مستحق ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ مرحوم کی اہلیہ اور دو معصوم بیٹوں کی خصوصی کفالت فرمائیں اور دنیا و آخرت میں اِس صدمہ کا بدلہ اپنی رضا اور عنایات کی صورت میں نصیب فرمائیں۔ آمین۔

(ماہنامہ الخیر ملتان، محرم الحرام ۱۴۳۱ھ؛ روزنامہ اسلام ۲۳/ نومبر ۲۰۰۹ء)

© rasailojaraid.com